مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تفسیری آراء(سورۃ نمل کا اختصاصی مطالعہ)

Maulānā ‘Ubaidullah Sindhī's Exegetical Opinions (Specific Study of Surah al-Naml)

Gul Wāhid
Ph.D Research Scholar, Faculty of Islamic Studies, Department of Tafseer, International Islamic University, Islamabad
Email: gulwahid946@gmail.com

Dr. Tāj afsar
Deputy Dean, Associate Professor, Department of Islamic Studies, International Islamic University Islamabad
Email: ibnefalah@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The Holy Quran is a comprehensive guidebook which guides human being in every field of life, and presents the solution of his individual and collective problems. Hazrat Muhammad (PBUH) took guidance from the Holy Quran to solve many problems of Ummah, after him the Sahaba, Aaima and a large number of Ulama(Religious Scholars) followed this Sunnah of the Holy Prophet (PBUH). Through ‘Ulama (Religious Scholars) this process reaches Maulana ‘Ubaid Ullah Sindhī who in the supervision of Maulana Mehmood Ul Hasan and in the light of explanatory principles of Imam Shah Wali Ullah solved the problems of Ummah and compiled the Quranic rules or principles. This thesis has highlighted and discussed the introduction of Mulana ‘Ubaid Ullaha Sindhī and his explanation of Ilhām-Ur-Rahmān and it has investigated the explanations of the Holy Quran in the light of his explanatory principles or rules.

Key words: *Verses, Hadith, Tafseer, ‘Ubaid Ullah, Sociology.*

تعارف: قرآن کریم ایک جامع کتاب ہدایت ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کے تمام انفرادی واجتماعی مسائل اور مشکلات کا حل پیش کرتی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے مسائل کے حل کے لئے قرآن کی طرف رجوع کیا۔ آپ کے بعد صحابہ، ائمہ اور علماء کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کی اسی سنت پر کاربند رہی۔ جس کے نتیجے میں مختلف زمانوں میں قرآن مجید کی سینکڑوں تفاسیر مختلف زبانوں میں سامنے آتی رہیں۔ تاریخی اور ارتقائی عمل سے گزرتا ہوا یہ سلسلہ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ تک پہنچا۔ جنہوں نے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی سرپرستی اور شاہ ولی اللہؒ کے تفسیری اصولوں کی روشنی میں امت کے مسائل کے حل کے لیے قرآنی قواعد وضوابط وضع کیے. زیر نظر مقالے میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا تعارف اور ان کی تفسیری آراء کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے حالات زندگی :

ولادت: برصغیر پاک وہند کے ایک عظیم سیاسی اور مذہبی رہنما، مفسر قرآن مولانا عبیداللہ سندھیؒ 12 محرم الحرام 1289 ہجری بمطابق 10 مارچ 1872ء جمعہ کے دن فجر سے پہلے سیالکوٹ کے قریبی گاؤں چیانوالی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے چار ماہ پہلے آپ کے والد محترم انتقال کر گئے اور آپ اپنے دادا کی تربیت وسرپرستی میں رہے۔ پیدائش کے دو سال بعد دادا بھی اس دار فانی سے رخصت

ہو گئے۔ دادا کی وفات کے بعد آپ اپنی والدہ کی تربیت میں رہے۔ جو آپ کو ڈیرہ غازی خان کے علاقے جامپور لے آئیں ، اللہ تعالی نے آپ کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں بہترین اساتذہ کا انتخاب کیا۔ جو اپنے دور کے کامل انسان تھے۔ انہوں نے آپ کی ایسی اصلاح و تربیت کی کہ جس سے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا ہو گیا۔ ان میں سے حافظ محمد صدیقؒ بھرچونڈی اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی شخصیات نمایاں ہیں۔

خدمات:

برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے آپ نے ہر پلیٹ فارم پر برطانوی تسلط کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے ادارے قائم کیے اور غیر ملکی دورے بھی کئے، ان اداروں میں "جمعیت الانصار" یہ ادارہ آپ نے مولانا محمود الحسنؒ کی سرپرستی میں قائم کیا، جس کا مقصد برصغیر کے عوام میں تحریک حریت پیدا کرنا تھا۔ اور "نظارۃ المعارف القرآنیہ" اسکا قیام 1912 میں مسجد فتح پوری دہلی میں ہوا۔ اس میں بڑے بڑے رہنماؤں نے شرکت کی۔ جس کی قیادت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے فرمائی۔ اس کے ساتھ آپ نے مختلف ممالک کے سفر کئے۔ جن میں کابل، ماسکو اور ترکی شامل ہیں۔ کابل میں قیام کے دوران آپ نے افغانستان کے بادشاہ امیر حبیب اللہ خان سے ملاقات کی اور برطانوی تسلط کے خلاف ان سے مدد طلب کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اپ نے "جند اللہ" کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ جس کا مقصد انگریز تسلط سے آزادی حاصل کرنا اور مسلمان جماعتوں کو سیاسیات اور اقتصادیات کی تعلیم دینا تھا۔ (1922) میں آپ کابل سے سوویت یونین روانہ ہوئے۔ روس میں قیام کے دوران آپ نے مختلف رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور سوشلسٹ انقلاب کا بنظرِ غائر جائزہ لیا۔ اس کے بعد (1923) میں آپ انقرہ پہنچے اور وہاں سے استنبول گئے۔ سفر کے دوران آپ نے آزاد برصغیر کا دستوری خاکہ تیار کیا۔ جس کی رو سے آپ نے ہندوستان میں غیر سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت و حکومت کے قیام کے خدوخال کی نشاندہی کی۔ ([1])

علماء کی ایک بڑی جماعت نے آپ کی بے مثال شخصیت، اعلیٰ کردار اور علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جن میں سے چند علماء کے اقوال ذیل کی سطور میں نقل کیے جاتے ہیں۔

1- مولانا موسیٰ جار اللہؒ: آپ ایک روسی عالم ہیں جس پر مولانا سندھیؒ نے تفسیر الہام الرحمن املاء کرائی، فرماتے ہیں "آپ اپنے علم میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے تھے۔ آپ اپنے عمل اور تحریک میں سچے مجاہد تھے"۔ ([2])

2- حرمین شریفین کے خطیب و امام شیخ عبد اللہ خیاطؒ: آپ اپنی کتاب "لمحات من الماضی" کی پانچویں فصل میں لکھتے ہیں "آپ اپنی ذات، عادات و اطوار اور اخلاق میں انتہائی متوازن تھے۔ علم و فضل اور بلند شخصیت کے مالک تھے" ([3])

3- مولانا طاہر پنج پیریؒ: آپ اپنی سوانح عمری "بقیۃ الآثار من الحیاۃ المستعار" میں لکھتے ہیں: میں نے مولانا سندھی جیسا ذکی اور مختلف علوم کا ماہر نہیں دیکھا" ([4])

تفسیری آراء:

تفسیر کے لغوی معنی ہیں واضح کرنا اور بیان کرنا۔ اصطلاحی اعتبار سے تفسیر سے مراد وہ علم ہے جس میں قرآن مجید سے اس حیثیت سے بحث کی جاتی ہے کہ وہ ہے انسانی طاقت کے مطابق اللہ تعالی کی مراد پر دلالت کرتا. ([5])

تفسیر الہام الرحمان کا تعارف:

تفسیر الہام الرحمن امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر ہے۔ جو انہوں نے ایک مشہور روسی عالم مولانا موسی جار اللہؒ کو املاء کرائی۔ اس تفسیر کے تین نسخے ہیں۔ جن میں سے ایک نسخہ اسلام آباد، دوسرا حیدرآباد اور تیسرا ملیشیا کا ہے۔ یہ تفسیر مولانا سندھی کے ایک نامور شاگرد مولانا غلام مصطفی قاسمیؒ نے شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سے شائع کی بعد میں اس کا اردو ترجمہ مولانا محمد معاویہ مرحوم نے کبیر والا سے شائع کیا اور سورہ بقرہ تا سورہ مائدہ اردو ترجمہ مولانا عبد الرزاق فاضل دیوبند نے کیا جبکہ مقدمہ، سورہ فاتحہ، انعام تا سورہ توبہ کا ترجمہ مولانا محمد قاسم نے کیا، یہ تفسیر امام شاہ ولی اللہؒ کے تفسیری اصولوں کی روشنی میں لکھی گئی ہے اور امام شاہ ولی اللہؒ کے تفسیری اصولوں میں سے بنیادی اصول علم الاعتبار اور الفاظ کا اپنے معنی کے لیے عام ہونا ہے، انہی اصولوں کی روشنی میں وہ قرانی آیات سے احکامات کا استنباط کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تفسیر الہام الرحمن ایک سماجی تفسیر بھی ہے جس کا مقصد معاشرے کی اصلاح کرنا ہے اور یہی ان کا ہدف ہے اسی مقصد کے پیش نظر وہ قرآنی آیات سے سیاست، خلافت، اور اجتماعیت کے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

"طس تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ"([6])

.طس: ان حروف سے قرآن روم کے اس انقلاب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو سوریا کی حکومت کے ذریعے برپا ہوا۔ جو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی حکومت کا محل تھا، اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چند سالوں کے بعد اللہ کے دو امر پورے ہو جائیں گے۔

اول رومیوں کا کسری پر غالب آنا اور دوم مسلمانوں کا رومیوں پر غالب آنا۔[7] اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلمانوں کے مخالف کسری اور قیصر تھے نہ کہ مشرکین مکہ. جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں اس خطے میں دو بڑی قوتیں روم اور فارس ایک دوسرے کے مدمقابل تھیں، اور مکہ میں مسلمان اور مشرکین ایک دوسرے کے مدمقابل تھے۔ فارس والے رومیوں پر غالب تھے اور مشرکین مکہ مسلمانوں پر ۔ مشرکین مکہ بت پرست تھے جب کہ فارس والے آتش پرست تھے۔ اس بنا پر ان دونوں میں فکری ہم آہنگی تھی۔ جب کہ مسلمان اور رومی دونوں اہل کتاب اور آسمانی مذہب کے قائل تھے۔ یوں یہ دونوں ایک دوسرے کے ہم خیال تھے۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ ہم تم پر غالب ہیں اور فارس والے رومیوں پر برتری رکھتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالی نے یہ پیشگوئی کی کہ عنقریب روم والے فارس والوں پر غالب آئیں گے ۔ یہ پیشن گوئی بدر کے دن پوری ہوئی ۔ مسلمان مشرکینِ مکہ پر غالب آئے جبکہ دوسری طرف رومی اہل فارس پر غالب آئے.([8]) مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے حروف مقطعات کے بارے میں ایک نکتہ بیان کیا ہے جو باقی مفسرین نے بیان نہیں کیا اور اسی بنا پر آپ باقی مفسرین سے ممتاز ہیں، اور وہ یہ کہ آپ حروف مقطعات سے مدتیں مراد لیتے ہیں اور اس سے یہ اشارہ مقصود ہوتا ہے کہ قرآنی تعلیمات کا دستور العمل اسی مدت میں مکمل ہوا، اور اس پر عمل درآمد کرنے کا تاریخی ثبوت بھی ملتا ہے، اسلام کا عہد زرین جو عدل کا نمونہ ہے 70 سال میں دنیا کے سامنے لایا گیا اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں آپ نے وہ کارنامے سرانجام دیے جس نے ایک نیا مرکز خلافت قائم کیا، پھر اس نئے مرکز نے سات سال کی مختصر مدت میں اتنی بے مثال کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہ اس سے ایک نیا مرکز قائم ہوا جو شام کا مرکز ہے، پھر اس مرکز نے اتنی

محنت کی کہ اسلام پوری دنیا میں پھیل گیا اور اس کا سکہ رائج ہو گیا یہ پوری 70 سال کی محنت تھی اس میں اپ صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین اور خلفاء بنو امیہ کا سنہرا دور شامل ہے:"الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ"([9])

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی تین صفات بیان کی ہیں (نماز کا قیام، زکوۃ کی ادائیگی، اور آخرت پر یقین) یہ صفات قرانی اجتماعیت کی اساس ہونے کے ساتھ ساتھ حظیرۃ القدس کے ساتھ اتصال کا ایک بہترین ذریعہ ہیں نماز کی اساسیت پانچ وقت، جمعہ اور عیدین کی نماز کی صورت میں ظاہر ہے۔ زکوۃ میں بھی معاشرے کے تمام مستحق اور محتاج افراد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جاتا ہے اور آخرت کا اساس ہونا بھی اس حوالے سے ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات محشر میں اللہ تعالی کے سامنے جمع ہوں گی۔ یوں دنیاوی اور اخروی دونوں اعتبار سے یہ آیت کریمہ اجتماعیت کی طرف بلیغ اشارہ کرتی ہے۔

اور حظیرۃ القدس کے ساتھ التحاق اس طرح ہے کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد حظیرۃ القدس کے ساتھ التحاق ہے۔ اور یہ اوصاف انسان کو اپنی اصلی زندگی کی یاد دلاتے ہیں اسی لیے قرآن میں جگہ جگہ ایمان کے ساتھ ان اوصاف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "نماز مومن کی معراج ہے"[10]

"وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ([11])

اس آیت میں تلقی قرآن سے مراد ایسی حکمت ہے جو علمی انقلاب کا تقاضا کرتی ہے اور اس معنی کی تائید کے لیے مفسر نے حضرت موسی علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا ہے کہ جو کوئی کتاب اللہ کے ساتھ متعلق ہو جائے تو وہ علم سے روشناس ہو جاتا ہے[12]۔ موسی علیہ السلام کے واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے ایک طویل عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت میں گزارا۔ دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں۔ مجاہدہ، ریاضت اور تربیت کی منازل طے کیں اور جب عمر کی حد چالیس برس کو پہنچی تو اس دوران مقررہ مدت بھی مکمل ہو چکی تھی۔ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت سے اپنی زوجہ کو لے کر مدین سے مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب "طور" کے پاس پہنچے تو راستہ بھٹک گئے۔ سخت سردی نے آگ کی طرف میلان پیدا کیا۔ اللہ تعالی کی تجلی آگ کی صورت میں نمودار ہوئی اور دائیں جانب درخت سے یہ آواز آئی اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں۔ میں اللہ ہوں۔ میں سارے جہانوں کا رب ہوں۔([13]) اس آیت میں لفظ تلقی وارد ہوا ہے جسکے لغوی معنی استقبال کرنے کے ہیں۔ اسی سے تلقی الجلب بھی ہے جس کا مطلب ہے قافلہ والوں کا استقبال کرنا اور ان کے شہر پہنچنے سے قبل ہی ان سے اشیاء خرید لینا([14])۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ"[15] مفسر کہتے ہیں کہ اس آیت میں ید بیضاء سے مراد عمل کرنے کی قوت ہے، بعض مفسرین نے یہاں پر اس سے وہ نو نشانیاں مراد لی ہیں کہ جو بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں جو کہ سیلاب، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک، خون، نابودی، ان کی وادیوں میں قحط اور ان کے کھیتوں میں کمی ہے، انہوں نے ظاہری آیات سے استدلال کیا ہے حالانکہ اس آیت میں اس معنی پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے اور ہماری دلیل بعد میں آنے والی اآیات ہیں کہ جب ان لوگوں کے پاس واضح آیات آئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے، تو آیات کا سیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد عمل کرنے کی قوت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے فرعون کے خلاف بولنا شروع کیا حالانکہ اس سے پہلے وہ فرعون کو اپنا خدا سمجھتے تھے، مفسر کہتے ہیں کہ تمام انبیاء نے عموما اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسی علیہ السلام نے خصوصا ایسے معجزات پیش کیے کہ جو بڑے علمی انقلاب کا سبب بنے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کی دعوت عام ہوتی ہے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ"([16])

اس آیت میں نطق سے مراد وہ احکام ہیں جو وحوش اور اور دیگر حیوانات کے ساتھ خاص ہیں۔ ان احکام مختصہ کے ذریعے ایک مخلوق دوسری مخلوق سے جدا ہوتی ہے۔ مثلاً حیوانات میں شعور، احساس اور فوائد کا تبادلہ جبکہ نباتات میں صرف حس پائی جاتی ہے۔ یہاں پر نطق کے حقیقی معنی کی بجائے مجازی معنی مراد لیے جائیں گے۔ جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ نطق معنی حقیقی کے لحاظ سے صرف انسان کی صفت بنتی ہے جیسا کہ منطق کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ مناطقہ نے حیوان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک ناطق اور دوسرا غیر ناطق۔ ناطق میں صرف انسان آتا ہے اور غیر ناطق میں باقی تمام حیوانات آجاتے ہیں۔ جیسے گدھا، گھوڑا وغیرہ ان تمام حیوانات میں قدر مشترک ایک دوسرے کی بولیاں سمجھنا اور تولیدی عمل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت نہ صرف انسانوں پر بلکہ جنات اور وحوش وطیور پر بھی تھی۔ تمام حیوانات کو جمع کرنے اور ان کا احتساب کرنے کی صورت صرف اس وقت ممکن ہے کہ جب ان کی زبان سے شناسائی ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعلق حظیرۃ القدس کے ساتھ تھا۔ اس وجہ سے آپ ان چرند اور پرند کی زبان سمجھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیوانات کی بولیاں سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ایک واقعے میں مذکور ہے کہ اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مالک کی شکایت کی۔[17]

أخرجه الإمام أبو داود عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: "أردَفَني رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ خَلفَهُ ذاتَ يومٍ، فأسرَّ إليَّ حَديثًا لا أحدِّثُ بِهِ أحَدًا من النَّاسِ، وَكانَ أحبُّ ما استَترَ بِهِ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ لحاجَتِهِ هَدفًا، أو حائِشَ نَخلٍ، قالَ: فدخلَ حائطًا لرَجُلٍ مِن الأنصارِ فإذا جَملٌ، فلَمَّا رأى النَّبيَّ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ حنَّ وذرِفَت عيناهُ، فأتاهُ النَّبيُّ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ فمَسحَ ذِفراهُ فسَكَتَ، فقالَ: مَن ربُّ هذا الجَمَلِ، لمن هذا الجمَلُ؟ فَجاءَ فتًى منَ الأنصارِ فَقالَ: لي يا رسولَ اللَّهِ فَقالَ: أفلا تتَّقي اللَّهَ في هذِهِ البَهيمةِ الَّتي ملَّكَكَ اللَّهُ إيَّاها؟ فإنَّهُ شَكا إليَّ أنَّكَ تُجيعُهُ وتُدئبُهُ([18]")

اسی طرح کھجور کے تنے کا آپ صلی علیہ وسلم کے فراق میں رونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو تسلی دینا بھی حدیث سے ثابت ہے۔

أخرجه الإمام البخاري عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى قال: "إنَّ امْرَأَةً مِنَ الأنْصَارِ قالَتْ لِرَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: يا رَسولَ اللَّهِ، ألَا أجْعَلُ لكَ شيئًا تَقْعُدُ عليه؟ فإنَّ لي غُلَامًا نَجَّارًا قالَ: إنْ شِئْتِ، قالَ: فَعَمِلَتْ له المِنْبَرَ، فَلَمَّا كانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ علَى المِنْبَرِ الَّذي صُنِعَ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتي كانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا، حتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ، فَنَزَلَ النَّبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ حتَّى أخَذَهَا، فَضَمَّهَا إلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أنِينَ الصَّبِيِّ الَّذي يُسَكَّتُ حتَّى اسْتَقَرَّتْ، قالَ: بَكَتْ علَى ما كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ([19])

امام شاہ ولی اللہؒ کے والد شاہ عبدالرحیمؒ بھی بعض حالات میں حیوانات کی بولیاں سمجھتے تھے۔ اس حوالے سے ایک واقعہ منقول ہے کہ ایک چڑیا نے رمضان کے آخری دن عید کا چاند نظر آنے کی گواہی دی۔[20] شاہ عبدالرحیم کہتے ہیں "رمضان المبارک کے آخری دن جب کہ عید کے چاند کی توقع ہوتی ہے میں مسجد حبوط میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک چڑیا آکر کہنے لگی کل عید ہے۔ میں نے یہ بات حاضرین مجلس سے کہی۔ فرہاد بیگ کہنے لگے کہ حیوانات کی باتوں کا کیا اعتبار؟ اس پر چڑیا کہنے لگی جھوٹ بنی آدم کا وطیرہ ہے ہم اس سے آزاد ہیں۔ وہ اُڑی اور اپنی ایک ہم جنس کو لے آئی۔ اس نے بھی اس بات کی گواہی دی۔ اس کے بعد جلد ہی قاضی کے سامنے شرعی شہادتیں پیش ہوگئیں کہ عید کا چاند دیکھا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے چڑیوں کی گفتگو کے بارے میں پوچھا تو والد صاحب فرمانے لگے کہ اس کی آواز بھی بالکل دوسری چڑیوں کی طرح تھی۔ مگر لطف ربانی سے میں نے ان کی چوں سے بامعنی مفہوم اخذ کیا".([21])

"وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ"اس آیت میں "کل شئ" سے مراد دنیا کی تمام چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے محض وہ چیزیں مراد ہوں گی جو بادشاہوں کی ضروریاتِ حکومت میں داخل ہوں۔اس بات کی دلیل یہ ہے کہ آیت میں لفظ کل استغراق حقیقی کی بجائے استغراق عرفی پر محمول ہو گا۔اس لیے کہ تمام اشیاء کا ایک آدمی کی ملکیت میں جمع ہونا محال ہے۔جس طرح حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے: "وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا "([22]) یہاں پر لفظ کل استغراق عرفی پر محمول ہو گا نہ کہ استغراق حقیقی پر اور آدم علیہ السلام کو وہ چیزیں سکھائیں گئیں جو اس وقت رائج تھیں اور ضروریات زندگی میں داخل تھیں۔[23]

"وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ"([24])

مفسر کہتے ہیں کہ یہ آیت قرآنی اجتماعیت پر دلالت کرتی ہے اور وہ اس طرح کی حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے حکومتی انتظام چلانے کے لیے تین قسم کے لشکر عطا کیے ایک انسانوں کا، دوسرا جنات کا، اور تیسرا پرندوں کا، انسانوں کا کام امور مملکت چلانا تھا جبکہ جنات سے جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا جس کا مقصد ملک کے دشمنوں کا سراغ لگانا اور ان کے خطرات سے حکومت کو آگاہ کرنا اور ان سے نمٹنے کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا اور پرندوں سے خبر رسانی یعنی ذرائع ابلاغ کی خدمات لی جاتی تھیں جیسا کہ آج کل ذرائع ابلاغ کی مختلف صورتیں ہیں مثلا ٹیلی فون موبائل انٹرنیٹ وغیرہ تو یہ کام سلیمان علیہ السلام پرندوں سے لیا کرتے تھے اور ہدہد خبر رسانی کے ساتھ ساتھ انجینئرنگ کا کام بھی کرتا جس کا کام زمین میں پانی کی گہرائی کا اندازہ لگانا تھا[25] اس آیت میں لفظ حشر وارد ہوا ہے جو باب نصرین کا مصدر ہے جس کے معنیٰ جمع کرنے کے ہیں۔عرف عام میں اس سے مراد وہ اجتماع ہوتا ہے جس کو پسند نہیں کیا جاتا جیسے کہا جاتا ہے کہ محشر القیامہ یعنی قیامت کا محشر.([26])

"قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ"([27])

مفسرؒ کے ہاں صاحب علم الکتاب خود حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں، اور انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں امام ابو حنیفہ کا قول پیش کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صاحب علم الکتاب خود حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں، انہوں نے اپنی رائے کی تائید کے لیے ایک عقلی دلیل پیش کی ہے، وہ یہ ہے کہ نبی اپنے وقت کا سب سے مضبوط ایمان والا شخص ہوتا ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کوئی اس کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی کا تعلق براہ راست حظیرۃ القدس کے ساتھ ہوتا ہے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ کے اس قول کو راجح قرار دیا[28]۔

"وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ"([29])

(اس آیت میں دابۃ الارض سے مراد حضرت عمرؓ ہیں۔انجیل اور تورات میں وعدہ ہے کہ جب تک بنی اسرائیل ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ نہیں چھوڑیں گے ان پر عذاب نہیں آئے گا۔عہد قدیم کے انبیاء نے بھی یہی پیشن گوئی کی تھی۔ لیکن یہود یہ یقین رکھتے تھے کہ بیت المقدس داوٗد علیہ السلام کی اولاد سے نہیں چھینا جائے گا۔ قرآن حکیم نے اس کا ذکر سورہ نمل میں کیا ہے۔ قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کے حوالے سے فرماتے ہیں:"ان هذا القرآن يقص علىٰ بنى اسرائيل"، اسی طرح"واذا وقع القول"جب پڑ چکے گی ان پر وہ بات جو عہد قدیم وجدید میں ہے کہ احکامات خداوندی کی خلاف ورزی کے نتیجے میں تم پر عذاب آئے گا۔ اس سے مراد بدعہدی کی بنا پر آنے والا عذاب ہے۔ جس کا ذکر وہ نہیں کرنا چاہتے تھے اور وہ بیت المقدس کا چھن جانا ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔یعنی بیت المقدس ان سے چھین لیا جائے گا۔

"أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ" ہم زمین سے ایسا انسان پیدا کریں گے کہ وہ ان سے باتیں کرے گا اور بیت المقدس کی چابیاں باتوں میں لے لے گا۔ وہ ان کے سامنے یہ صداقت بیان کرے گا کہ لوگ اس بات پر یقین نہیں کرتے تھے کہ بھلا بیت المقدس ہم سے کس طرح چھینا جائے گا؟ وہ شخص جسے خدا نے اس مقصد کے لیے پیدا کیا وہ عمرؓ ہیں۔ ایک انگریز نے تاریخ لکھی ہے جس میں یہ ذکر کیا ہے کہ بیت المقدس اور سکندریہ کے پادریوں میں جھگڑا اور نااتفاقی تھی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی فتح آسان ہوئی۔ بیت المقدس کے پادری نے سچی بات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ مکروہ چیز ہے کہ جس کا تورات اور انجیل میں ذکر ہے۔ یہ جملہ اس نے ایمانداری سے کہا۔[30] آیت میں لفظ قول ذکر ہے جو " قاف " کے فتحہ اور واوَ کے سکون کے ساتھ اجوف واوی کا مصدر ہے۔ مناطقہ کے ہاں قول لفظ مرکب کو کہا جاتا ہے، چاہے وہ مرکب عقلی ہو یا لفظی.([31])الدَّابَّة : "كل شَيْء يدب على وَجه الأَرْض فَهُوَ دَابَّة" یعنی ہر وہ چیز جو زمین پر چلنے والی ہو۔ اس معنی کے لحاظ سے اس کا اطلاق گاڑی، گدھا، گھوڑا سب پر ہو گا۔ البتہ اس لفظ کا استعمال اس کے معنی کو "انسان" سے خاص کر دیتا ہے.([32])

"أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ"([33])

اس آیت میں لیل سے مراد جہل اور ظلمت ہے جبکہ نہار سے مراد ہدایت ہے۔ جس طرح اس آیت سے واضح ہے کہ جہل اور ظلمت کے بعد ہدایت آتی ہے۔ بنی اسرائیل کا آیات کو نہ سمجھنا بمنزلہ لیل کے ہے، پھر قرآن کا ان کو واضح کرنا بمنزلہ نہار کے ہے اور یہ ہدایت، ظلمت اور جہل کو ختم کر دیتی ہے۔ اس آیت میں ظلمت کو لیل اور ہدایت کو نہار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تو ظلمت و ہدایت مشبہ اور لیل و نہار مشبہ بہ بھی ہوں گے۔ اور یہ معقول کی تشبیہ محسوس کے ساتھ ہو گی[34]۔

"وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ"([35])

اس آیت میں نفخ صور سے مراد صور انقلاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اہل زمین کے لیے کوئی حکم لکھ دیا جاتا ہے تو اس کے لیے عالم مثال میں ایک خاص آسمان بنایا جاتا ہے۔ جب انقلاب آتا ہے، اور کسی کی حکومت ختم ہوتی ہے اور اس کی جگہ نئی حکومت زمام اقتدار سنبھال لیتی ہے، تو آسمان جھک جاتے ہیں۔[36] اس آیت میں لفظ نفخ وارد ہوا ہے جو باب نصر کا مصدر ہے جس کا معنی ہے کسی چیز سے ہوا نکالنا ۔ یہ زیادہ لازم اور بہت کم متعدی استعمال ہوتا ہے۔([37])

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ[38]

۔ مفسر کے ہاں غیب سے تمام پوشیدہ چیزیں مراد نہیں۔ بلکہ وہ اشیاء مراد ہیں جو ان کی ضروریات زندگی میں داخل ہوں اور جس کے بارے میں یہ سوال کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی بہت سی آیات سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے۔ ان آیات کو قرآن نے "وَيَسْأَلُونَكَ" کے عنوان سے ذکر کیا ہے جیسے "وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ".([39]) اس سے مفسر کا مقصد اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ غیب کی دو قسمیں ہیں، غیب حقیقی: یہ وہ غیب ہے کہ جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے۔ جیسے: "وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ".([40])غیب عرفی: وہ غیب ہے جو مخلوق سے پوشیدہ ہو۔ ان کی ضروریات زندگی میں داخل ہو اور جس کے بارے میں یہ سوال کرتے ہیں آیت میں غیب کی یہی قسم مراد ہے۔[41] اس آیت میں غائبۃ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو واحد مونث اسم فاعل کا صیغہ ہے ، یہ مشتق ہے غیب سے جو کہ حضور کی ضد ہے جس کا معنی ہے مخفی ہونے والی چیزیں اس کی "تاء" اصل میں وصفیت کے لئے تھی جو بعد میں اسمیت کی طرف منتقل ہوئی، کافیہ کی "تا" کی طرح ([42])

خلاصہ کلام:

تفسیر الہام الرحمن مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر ہے، جو انہوں نے اپنے شاگرد مولانا موسی جار اللہ کو املاء کرائی، اس تفسیر کے تین نسخے ہیں ایک نسخہ اسلام آباد جو کہ ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری میں موجود ہے، دوسرا نسخہ حیدرآباد، اور تیسرا نسخہ ملیشیا کا ہے یہ ایک سماجی تفسیر ہے، جس کا ہدف معاشرے کی اصلاح کرنا ہے، اسی مقصد کے پیش نظر مفسر علم الاعتبار کے طور پر قرآنی آیات کو موجودہ زمانے کے ساتھ منطبق کرتے ہیں اور معاشرہ چونکہ اجتماعیت کا نام ہے تو مفسر کی اولین نگاہ اجتماعیت پر ہوتی ہے اور اس کے لیے وہ قرآنی آیات سے موجودہ سیاست، اجتماعیت، اور خلافت کے احکامات مستنبط کرتے ہیں لیکن اس استنباط میں وہ امام الہند امام شاہ ولی اللہ کے تفسیری اصولوں کی مکمل پاسداری کرتے ہیں، جن کا مقصد معاشرے کی اصلاح کرنا ہے مولانا سندھی کہتے ہیں کہ میں نے جہاں کہیں بھی دیگر مفسرین سے اختلاف کیا تو اپنے لیے امام شاہ ولی اللہ کی بات کو حجت مانا اور امام شاہ ولی اللہ کے تفسیری اصولوں میں سے علم الاعتبار اور الفاظ کا معنی کے لیے عام ہونا بنیادی اصول ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن ہر شخص اور ہر زمانے کے لیے کتاب ہدایت ہے لہذا اس کو کسی شخص یا وقت کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ اس سے قرآن کا بنیادی مقصد عمومیت فوت ہو جائے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] - سندھی، عبید اللہ، برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ، اردو ترجمہ مفتی عبد الخالق ازاد رائے پوری، 115 سن طباعت اکتوبر 2016، رحیمیہ مطبوعات لاہور.
Sindhī, ‘Ubaidullah,, Bari sighyr ma tajidyd dyn ky tariykh, Urdu translation by Mufti Abdul Khaliq Azad Raipuri,115 Rahimiyamatbu aat Lahore،sani taba at October 2016.

[2] - برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ، 130 130
Barri Saghir me tajidid din ki tārikh,: 130-131.

[3] - خیاط، عبد اللہ بن عبد الغنی، لمحات من الماضی، الفصل الخامس، شخصيات لها أثرها في نفسي، 340، طبع دار الملك عبد العزيز، الرياض، الطبعة الأولى 1425ھ 2004
Khayyāt, ‘Abd Allah bin abd alghani, lamhāt min almādi, alfasl alkhāmis , shakhsiāt lahā asaruhā fi nafsi, ،340, Al-Taba’ Dār Al-Malik Abdul Aziz, Al-Riyādh, Al-Tab’ah Al-ula 1425 AH 2004

[4] - شیخ القرآن، مولانا محمد طیب طاہری، بقیۃ الآثار من الحیاۃ المستعار، 55 تا 57، مکتبہ الیمان، دار القرآن پنج پیر، صوابی، پاکستان
Shaikh ulqurān maulāna muḥammad tāhir, baqiat al-āsār min al hayāt almust’ārMaktaba Alyaman، Darul Qur'an Panj Pir Swabi Pakistan 55-57.

[5] - دہلوی محدث، امام شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، عربی ترجمہ مولانا سعید احمد پالن پوری، شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند طبعہ جدیدہ ملونہ مکتبۃ البشری 9
Dihlwī, Muhadith, Imām shāh wali Allah,, alfawz alkbir fi usul altafsir , Arabi tarjama, by Maulāna Saeed Ahmad Pālan Puri, Shaykh al-Hadith Darul Uloom Deoband, Taba Jadida Mulawwanah, Maktabat al-Bashra.:9

[6] - النمل: 1. Al-naml:1

[7] - سندھی، عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسير القرآن، نسخہ ملیشیا 6/213
sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/213

[8] - کاندھلوی، محمد ادریس، معارف القرآن مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 6/123
Kāndihlvī, Maulāna muhamad Idrees, Ma’ārif alqurān, jild shashm,p: 123 maktabah Rahmānia urdu 71azar Lāhore.6/123

[9] - النمل: 3. Al-naml: 3.

[10] - سندھی، عبید اللہ، الہام ارحمان في تفسير القرآن، نسخہ ملیشیا 6/214
Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia 6/214

[11]-النمل: 6 alnamal: 6

[12]-سندھی،عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا 6/215

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia/215

[13]- القصص :30 . 30Al-qasas :

[16]- قلعجي، قنيبي، محمد رواس حامد صادق، معجم لغة الفقهآء، مكتبه دار النفائس، ص145.

Qal'ajī, Qunaibī, Muhammad Rawās Hāmid sādiq mu'jam lugha alfuqahā' p; 145

[15]- النمل: 12 Alnamal: 12.

[16]-النمل:16.

Al-naml : 16 .

[17]-سندھی،عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا6/217

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/217

[18]- أبو داود، سليمان بن الأشعث، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا–بيروت، 13/23بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ رقم الحديث (2549)

Sunan Abi Dāwud, bāb: ma yumaru bihi min alqiyami ala aldawābbi wal bahāim, Hadith no2549

[19]- بخاری، محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح للبخاري تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ناشر: دار طوق النجاة،3/61 لطبعة:الأولى،1422ھ، باب النجار رقم الحديث:2095

-Bukhari, Muhammad bin Ismail, tahqeeq: Muhammad Zuhair bin Nasir al-Nasir, nashir: Dar Tuq al-Najat, 3/61 altaba Al-00la, 1422 AH, Bab al-Najjar: raqm al hadith: 2095.

[20]- سندھی،عبید اللہ،الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا6/219

sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/219

[21]--دہلوی، محدث، شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین، مترجم پیر سید محمد فاروق القادری ایم اے، ناشر: فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور132

Dihlwi, Muḥadith, Shāh wali Ullah, anfās 'ālarifin , mutarjim pyr syed muhamad faruq alqadiry, M.A, nashir, fareed book stal, urdu bazar lahore;132

[22]-البقرۃ : 31 Albaqara: 31.

[23]- سندھی،عبید اللہ،الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا 220/6

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/220

[24]-- النمل:17 . Alnamal:17.

[25]-سندھی،عبید اللہ،الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا6/222

sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/222

[26] - الھروی، الأزهري، محمد بن احمد بن ابو منصور، تهذيب اللغة4/106 الناشر: دار إحياء التراث العربي–بيروت

Harawī, al-azhary, muhamad bin aahmad bin abu Mansur, tahdeeb al lughat 4/106 alnaashir: dār 'ihyā' alturāth al 'arabi – bayrut

[27]-النمل: 40. Al-naml :40.

[28]- سندھی،عبید اللہ،الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا226/6

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/226

[29]-النمل: 82. Al-naml : 82.

[30]--سندھی،عبید اللہ،الہام الرحمان في تفسير القرآن،نسخہ ملیشیا 233/6

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/233

[31]-الجرجاني، علي بن محمد بن علي الجرجاني، كتاب التعريفات، تحقيق جماعة من العلماء بإشراف الناشر، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، 230، الطبعة: الأولى 1403ھ.

Al-Jurjanī, Alī bin Muhammad bin Ali Al-Jurjanī, Kitab Al-Tarifat, tahqeeq by Jamaat Min Al-Ulama, under the supervision of the publisher, Publisher: Dar Al-Kutub Al-Elmiya Beirut – Lebanon;230, Edition: Al-Aula 1403 AH

[32]-الکفوی، القریمی، أیوب بن موسی الحسینی، أبو البقاء الحنفی، الکلیات معجم في المصطلحات والفروق اللغویة، 448

Al-Kafwī, Al-Quraimī, Ayyub bin Musa Al-Husseini, Abu Al-Baqa al-Hanafi, Al-Kuliyat Mujam fi al mustalahat wal furuq al lughawia ,;448

[33]-النمل : 86. Al-naml : 86.

[34]- سندھی، عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسیر القرآن، نسخہ ملیشیا 236/6

sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/236

[35]-النمل : 87. Al-naml :87.

[36]- سندھی، عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسیر القرآن، نسخہ ملیشیا 237/6

Sindi , ubaid ullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/237

[37]-تاج العروس من جواہر القاموس.359/7 Tāj al ‘urus min jawāhir alqāmus 7/359

[38]- النمل75 alnamal:75.

[39]-البقرۃ 219 Al-baqara :219.

[40] - الأنعام 59 Al-an’ām :59.

[41]-- سندھی، عبید اللہ، الہام الرحمان في تفسیر القرآن، نسخہ ملیشیا 231/6

sindi , ubaidullh , ilham alrahman fi tafsir alquran , nuskha milishia6/231

[42]-الکلیات معجم في المصطلحات والفروق اللغویۃ 663 Al-kuliyyāt mu’jam fi al-mustalaḥāt walfuruq al-lughawi: 663